باب۔67

علم غیب

☆ وَعِندَهُ مَفَاتِحُ الْغَيْبِ لَا يَعْلَمُهَا إِلَّا هُوَ وَيَعْلَمُ مَا فِي الْبَرِّ وَالْبَحْرِ وَمَا تَسْقُطُ مِن وَرَقَةٍ إِلَّا يَعْلَمُهَا وَلَا حَبَّةٍ فِي ظُلُمَاتِ الْأَرْضِ وَلَا رَطْبٍ وَلَا يَابِسٍ إِلَّا فِي كِتَابٍ مُّبِينٍ۔

ترجمہ: اور اُس کے (اللہ کے) پاس غیب کی کنجیاں ہیں (غیب کے خزانے ہیں) اِن کو اُس کے سوائے کوئی نہیں جانتا (یعنی بالذات، خود بخود)۔ اور تری اور خشکی میں جو کچھ ہے اس کو بھی وہی جانتا ہے۔ اور کوئی پتّا نہیں گرتا مگر اس کا علم بھی اُس (خدا) کو ہے اور زمین کی تاریکیوں میں ایک دانہ بھی رہتا ہے (تو اس کو بھی خدا جانتا ہے)، اور نہ تر اور نہ خشک جو کچھ ہے (یہ سب) ایک روشن کتاب میں ہے۔ (سورۃ الانعام: آیت 59)

☆ الَّذِينَ يُؤْمِنُونَ بِالْغَيْبِ وَيُقِيمُونَ الصَّلَاةَ وَمِمَّا رَزَقْنَاهُمْ يُنفِقُونَ۔

ترجمہ: جو لوگ ایمان لاتے ہیں غیب پر (یعنی دل سے) اور (اچھی طرح پابندی سے) نماز پڑھتے ہیں اور جو کچھ ہم نے ان کو دیا ہے اس میں سے خرچ بھی کرتے ہیں۔ (سورۃ البقرۃ: آیت 3)

- وہ چیز جو ہمارے سامنے نہ ہو غیب کہلاتی ہے۔ غیب کی تین قسمیں ہیں:

(1) غیبِ مطلق: وہ غیب جو اللہ کے سوا کسی کو معلوم نہیں غیبِ مطلق ہے۔ جیسے، حقیقت حقہٗ (خود اس ذاتِ پاک کی حقیقت) جو پیغمبر، فرشتے اور ہر عقلمند، سب کی ادراک سے بھی باہر ہے۔ ہاں اس کی تجلیات کا دیدار ہو سکتا ہے۔

(2) غیبِ جزئی: ایسا غیب جو پیغمبروں کو معلوم کرایا جاتا ہے غیبِ جزئی ہے۔ عَالِمُ الْغَيْبِ فَلَا يُظْهِرُ عَلَىٰ غَيْبِهِ أَحَدًا۔ إِلَّا مَنِ ارْتَضَىٰ مِن رَّسُولٍ، اللہ، عالم الغیب ہے اپنے غیب کا کسی کو علم نہیں دیتا مگر برگزیدہ پیغمبر کو، (سورۃ الجن: آیت 26،27)۔ یہاں پر غیب، اطلاع بہ معنی وحی کے ہے۔

(3) غیبِ اضافی: وہ غیب جو کسی ایک شخص کے لحاظ سے غیب ہو اور دوسرے کے لحاظ سے نہ ہو غیبِ اضافی ہے۔ مثلاً بعض غیب ایسے بھی ہیں جو ہر ریاضت کرنے والے کو معلوم ہو سکتے ہیں۔

صاحبو! یہ تو ظاہر ہے کہ اللہ کا علم، علمِ غیب نہیں ہے۔ کوئی چیز اس سے غیب ہی نہیں تو اس کا علم، علمِ غیب کیوں کر ہو گا؟ یہ علمِ غیب ہماری طرف نسبت کرنے سے پیدا ہوتا ہے۔ البتہ ایک علمِ غیب تو ہر مسلمان کو ہونا چاہیئے۔ اٰمَنْتُ بِاللہِ وَ مَلٰئِکَتِہٖ وَ کُتُبِہٖ وَرُسُلِہٖ وَالْیَومِ الْاٰخِرِ، یعنی اللہ، فرشتے، آسمانی کتابیں، پیغمبر اور روزِ قیامت کا علم، جو غیب کے قسم سے ہے۔ اور یہ ہر شخص کو پورے یقین کے ساتھ ہونا چاہیے۔ جس کو ایسا علمِ غیب نہیں۔ وہ مسلمان کب ہے۔۔۔؟

بعض چیزیں ایک شخص کو معلوم ہیں، اور ایک شخص کو معلوم نہیں بلکہ اس سے غیب ہیں۔ ایک چیز ایک شخص کو معلوم نہیں رہتی پھر احساس یا تجربہ کے بعد معلوم ہو جاتی ہے۔ یہ سب، غیبِ اضافی ہیں۔ غیبِ مطلق، اللہ تعالیٰ کی ذات اور اس کی حقیقت ہے۔ یہ بات بھی واضح ہو کہ خدا کا علم بالذات ہے، لامتناہی ہے۔ اور بندہ کو جو کچھ علم ہوتا ہے وہ بالعرض اور محدود ہے۔ بعض غیب ایسے ہوتے ہیں جن سے اللہ تعالیٰ، پیغمبر ہی کو واقف کراتا ہے اور وہ چیز وحیٔ الٰہی سے معلوم ہوتی ہے۔ اور بعض ایسے ہوتے ہیں کہ ان کا علم ہر مسلمان کو ہو سکتا ہے۔ اس مقام پر یہ امر پیشِ نظر رکھنا چاہیے کہ علم مختلف طور سے ہوتا ہے۔ ذاتی توجہ سے بھی ہوتا ہے۔ دوسرے کے کہنے سے بھی ہوتا ہے۔ جیسے، ہم نے نہ جنت دیکھی نہ دوزخ، نہ خدا کو دیکھا نہ فرشتوں کو، مگر ان کا ہم کو علم ہے اور یقینی علم ہے۔ حالانکہ یہ چیزیں غیب ہیں۔ اور یہ علمِ غیب، یقینی اور بلا شک و شبہ ہونا چاہیے۔ کسی کو کوئی بات روحانی قوت سے، کشف سے، ہیپناٹزم سے معلوم ہو جاتی ہے تو اس سے کیا ہوتا ہے؟ یہ کتنے ہیں؟ اور ان کے ساتھی کتنے؟

کیا کسی مسلمان کے خیال میں پیغمبر کا علمِ غیب، اللہ کے علمِ غیب کے برابر ہو سکتا ہے؟۔۔۔ ہرگز نہیں۔ اللہ تعالیٰ کا علم، بالذات ہے۔ اور پیغمبر کا بالعرض۔ اللہ تعالیٰ اپنی حقیقت کو جانتا ہے اور پیغمبر اللہ کی کنہ یعنی اس کی precise essence کو نہیں جان سکتا۔ پھر مساوات کا مسئلہ کدھر رہا۔۔۔؟

صاحبو! پیغمبر کو علمِ غیب بھی ہوتا ہے، کہنے سے شرک لازم آتا ہے نہ کفر۔ ہاں! غیب کا علم نہ رکھنے والے اسی لفظ کے مستحق ہیں جس کو وہ دوسرے مسلمانوں کے لیے کہتے ہیں۔ کس قدر تعجب کی بات ہے کہ مادّہ پرست موحد، روحانیت سے نابلد، روحانیات سے ناآشنا، کہتے ہیں کہ شیطان کو لوگوں کے دلوں کے حالات معلوم ہیں جب ہی تو وہ "ورغلاتا" بھی ہے۔ پھر وہ ایک دو کے نہیں بلکہ کروڑوں انسانوں کے حالات اور ان کے

خیالات سے واقف ہے۔ تو کیا اِس واقفیت سے شرک لازم نہیں آتا۔۔؟ اگر ہم اتنا بھی علم، آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم کے لیے ثابت کریں تو نہایت ہی چیخ و پکار ہوتی ہے کہ شرک! شرک! کوئی ان سے پوچھے، پیغمبر کے لیے جزئی علمِ غیب تو شرک ہے اور ان کے پیشوا، معلم الملکوت کے لیے شرک نہیں۔۔! یاد رکھو! اللہ تعالیٰ کی صفتِ خاصہ یعنی specific attribute میں کسی کو شریک کرنا شرک ہے۔ اگر علمِ غیب، اللہ کی صفتِ خاصہ ہے تو اس کی جس کی طرف بھی نسبت کی جائے، شرک ہے۔ اور اگر علمِ غیب، اللہ تعالیٰ کی صفتِ خاصہ نہیں ہے تو ہرگز شرک نہیں۔

صاحبو! یونانی فلسفے کے ماننے والے لوگ، چاند کا ایک آسمان اور ایک ایک سیارے کا ایک ایک آسمان مانتے تھے، جس میں کئی ٹکڑے تھے۔ موجودہ زمانے کی تحقیقات سے معلوم ہوا ہے کہ جتنے سیارے ہیں وہ آفتاب کے گرد گردش کر رہے ہیں۔ اور تمام سیارے، نظامِ شمسی یعنی solar system کے ارکان ہیں۔ تمام سیاروں میں آبادی ہے یا نہیں یہ کسی کو معلوم نہیں۔ اور آبادی ہے بھی تو کس قسم کی ہے یہ خدا کے سوا کسی کو معلوم نہیں۔ یہ ہیئت دان، یہ فلسفی کوشش کرتے ہیں اور اپنی اپنی عقل دوڑاتے ہیں کہ دوسرے کرات یا spheroids کے حال سے کچھ واقف ہو جائیں۔ یہ لوگ ارب ہا ارب آفتابوں کی حقیقت تو کیا جانیں گے، چند سیاروں کے حال سے بھی پورے واقف نہیں۔ کوشش تو بہت کرتے ہیں، دوڑ دھوپ بھی خوب کرتے ہیں۔ مگر ایک تازہ کرشمۂ قدرت کے سامنے سے بھاگ کر واپس آجاتے ہیں۔ خدا کے کرشمہ ہائے قدرت ان کے حق میں کسی کہکشاں، کسی galaxy سے کم نہیں۔

یہ نادان، غیب کی باتیں جاننے کے لیے قسم قسم کی کوششیں بھی کرتے ہیں۔ کوئی ہتھیلی دیکھتا ہے اور اس پر آئندہ کی پیش گوئی کرتا ہے۔ اس کو پامسٹری کہتے ہیں۔ اور بعض آفتاب کی حرارت اور سیاروں کے انوار پر کچھ قیاسات لگاتے ہیں، جو کبھی صحیح ہوتے ہیں اور کبھی غلط۔ نجومی، دوسرے سیاروں کو دیکھ کر اور ان کی رفتار سے بھی، سعد یعنی مبارک ہونے یا نحس یعنی منحوس ہونے یا اور قسم قسم کے احکام لگاتے ہیں۔ بعض ارواح ان ستاروں سے عالمِ مثالِ ادنیٰ میں مل کر کچھ احکام لگاتے ہیں۔ مگر کوئی شخص صحیح حکم نہیں لگا سکتا۔ سب بے دلیل قیاسات ہیں، جن کا نہ ٹھاؤ ہے نہ ٹھکانہ۔ علمِ صحیح تو صرف اللہ تعالیٰ کو ہے۔ ہم کو کسی قسم کی ضرورت نہیں کہ احکامِ قرآنی میں تاویلات کریں۔ البتہ، سمجھتے جاؤ، اور جو سمجھ میں نہ آئے اس کے مزید سمجھنے کی کوشش کرو۔ مگر کبھی یہ نہ سمجھو کہ تم کو تمام عالم کا علم ہو چکا۔

Siddiqui Publications

یہ بھی یاد رکھو کہ غیب کا علم کسی مصلحت سے، مثلاً امتحان کی غرض سے چھپا دیا جاتا ہے۔ پیغمبروں کو معلوم بھی ہوتا ہے تو مصلحت کی خاطر اس کو ظاہر نہیں کرتے۔ تم اپنا کام کرو، ایمان لاؤ، تقویٰ اختیار کرو، تم کو اجرِ عظیم ملے گا۔ پہلے سے سب حال کیوں معلوم نہ ہوا، اس کی ٹوہ میں نہ رہو۔ حکیم کا کام مبنی بر حکمت ہے۔

{حوالہ تفسیر صدیقی-پارہ 1 صفحہ 2 تا 5 پارہ 4 صفحہ 85 پارہ 7 صفحہ 82 تا 84
پارہ 23 صفحہ 28 پارہ 26 صفحہ 55 پارہ 29 صفحہ 66 اور پارہ 30 صفحہ 52}

متفرقات۔Miscellaneous

سلام کو دو طرح سے کہا جاسکتا ہے۔ ایک سَلَامٌ عَلَیْکُمْ، دوسرا اَلسَّلَامُ عَلَیْکُمْ ۔۔۔سَلَامٌ ، تعظیم کے لیے ہے۔ یعنی بہت بڑی سلامتی۔ اور اَلسَّلَامُ کے معنی ہیں ہر طرح کی سلامتی، یعنی چھوٹی سے چھوٹی بات میں سلامتی اور بڑی سے بڑی بات میں بھی سلامتی۔

دیکھو! التحیات میں ہے "اَلسَّلَامُ عَلَیْکَ اَیُّھَا النَّبِیُّ وَ رَحْمَۃُ اللہِ وَ بَرَکَاتُہٗ"۔ یہ فرمودہ اللہ تعالیٰ کا ہے اور اپنے حبیبؐ کے لیے ہے۔ دوسروں کا سَلَامٌ کہنا وہ مرتبہ نہیں رکھتا جو اللہ کا کہنا ہے۔ اَلسَّلَامُ، اللہ تعالیٰ کا نام بھی ہے۔ اور اَلسَّلَامُ عَلَیْکُمْ کے معنی ہیں اللہ تم کو ہر طرح کی سلامتی سے سرفراز کرے ۔۔۔۔ بہر حال لوگوں کے سَلَامٌ عَلَیْکُمْ کہنے سے اَلسَّلَامُ عَلَیْکُمْ کہنا زیادہ بہتر ہے۔

{حوالہ تفسیر صدیقی-پارہ 11 صفحہ 47}

Siddiqui Publications